13718- پھینکے ہوئے نومولودلاوارث بچے کے احکام

سوال

اگر کسی کولاوارث بچہ ملے توکیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

گمشدہ لاوارث بچے کے احکام کا لقطہ یعنی گمشدہ اشیاء کے احکام سے بہت بڑا تعلق ہے ، اس لیے کہ لقطہ گمشدہ اموال کے ساتھ خاص ہے اورلقیط گمشدہ انسان کوکہا جاتا ہے ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی احکام زندگی کی ضروریات اوراس کے ہر مفید شعبے کوشامل ہیں ۔

دنیا توتیمیوں اورلاوارث بچوں اوربوڑھے لوگوں کی دیکھ بھال اورپرورش اورپناہ گزین کیمپوں سے آج متعارف ہورہی ہے ، لیکن اسلام نے توآج سے چودہ سوبرس قبل ہی اس سے بھی زیادہ اس کی طرف توجہ دلائی اوراس کے احکام بتائے جن میں لقیط یعنی لاوارث پھینکے ہوئے یا پھر اپنے والدین سے گمشدہ بچے کی دیکھ بھال شامل ہے ان دونوں حالتوں میں بچے کے نسب کا کوئی علم نہیں ہوتا ۔

لھذا ہر اس شخص پر جوبھی کسی لاوارث بچے کو پائے واجب ہے کہ وہ اسے حاصل کرے اوراس کی دیکھ بھال اورپرورش کرے یہ دیکھ بھال فرض کفایہ ہے کچھ لوگوں کے کرنے سے باقی سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے ، لیکن اگر سب ہی اسے ترک کردیں اورکوئی بھی اس بچے کو امکان ہونے کے باوجود نہ حاصل کرے توسب گنھگار ہونگے ۔

اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور نیکی وبھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو}.

تواس آیت کا عموم لقیط یعنی گمشدہ بچے کو لینے پر دلالت کررہا ہے ، اس لیے کہ یہ بھی خیر وبھلائی پر تعاون ہے ، اورپھر اس بچے کو لینے میں ایک جان کو زندہ کرنا اورجان بچانا ہے اس لیے ایسا کرنا واجب ہے جس طرح ضرورت کے وقت اسے کھانا کھلانا اورغرق ہونے سے بچانا واجب ہے اسی طرح اسے اٹھانا اورحاصل کرنا بھی واجب ہے ۔

لقیط یعنی گمشدہ لاوارث بچہ سب احکام میں آزاد ہے اس لیے کہ اصل چیز تو آزادی ہے اور غلامی تو ایک عارضی چیز ہے اس لیے اگر علم نہ ہوسکے تو غلام نہیں بلکہ وہ آزاد ہوگا ۔

اور جو مال اور رقم وغیرہ اس کے ساتھ ہویا اس کے ارد گرد سے ملے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے وہ اس کی ملکیت ہوگی ، اور اس لیے کہ اس کا ہاتھ اس پر ہے ایسے بچے کو اٹھانے والا احسن اور بہتر طریقے سے اس پر خرچ کرے کیونکہ اسے اس پر ولایت حاصل ہے ۔

لیکن اگر اس بچے کے ساتھ اسے کچھ بھی نہ ملے تو اس پر بیت المال سے خرچ کیا جائے گا اس لیے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے لاوارث بچہ اٹھانے والے کو کہا تھا :

(جاؤ وہ بچہ آزاد ہے اور اس کی ولاء تجھے حاصل ہے ، اور اس کا نفقہ اور خرچہ ہم پر ہوگا) یعنی اس کا خرچہ بیت المال سے ہوگا ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تھا :

(اس کی رضاعت ہمارے ذمہ ہے) یعنی رضاعت کا خرچہ بیت المال برداشت کرے گا ، لھذا اٹھانے والے پر نہ تو خرچہ واجب ہے اور نہ ہی اس کی رضاعت ، بلکہ یہ بیت المال پر واجب ہوگی ، لیکن اگر بیت المال نہ ہو تو مسلمانوں میں سے جسے علم ہو اس پر اس کا خرچہ واجب ہوگا ۔

اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور خیر وبھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کیا کرو}۔.

اور اس لیے بھی کہ اگر اس پر خرچہ نہ کیا جائے تو وہ ہلاک ہوجائے گا اور اس لیے بھی کہ اس پر خرچ کرنا خیر خواہی ہے جس طرح مہمان کی میزبانی کی جاتی ہے ۔

اور دینی لحاظ سے اس کا حکم یہ ہے کہ : اگر وہ دار الاسلام یا پھر ایسے کافر ملک میں جہاں پر اکثریت مسلمانوں کی ہو تو وہ بچہ مسلمان ہوگا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے) ۔

اور اگر وہ بچہ خالصتا کفار ملک میں پایا جائے یا پھر اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو تو ملک کے ماتحت وہ بچہ بھی کافر شمار ہوگا، اسے اٹھانے والا شخص اگر امانت دار ہو تو اس پر اس کی پرورش کی ذمہ داری ہوگی، کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ابو جمیلہ کے صالح ہونے کے علم ہونے پر لاوارث بچے کو ان کے پاس ہی رکھنے کا فیصلہ کیا اور فرمایا تھا :

(اس کی ولایت تجھے ہی ملے گی) اس لیے کہ اس نے اسے اٹھانے میں سبقت لی ہے اس لیے وہ ہی اس کا زیادہ حقدار ہے ۔

اور لاوارث بچے کو اٹھانے والا ہی اس بچے پر اس کے ساتھ پائے جانے والی رقم میں سے خرچ کرے گا اس لیے کہ وہ ہی اس کا ولی ہے اور خرچ کرنے میں معروف اور احسن انداز اختیار کرنا ہوگا ۔

اور اگر لاوارث بچے کو اٹھانے والا پرورش کرنے کا اہل نہ ہو مثلا وہ کافر یا فاسق ہو اور بچہ مسلمان ہونے کی صورت میں بچہ اس کے پاس نہیں رہنے دیا جائے گا، اس لیے کہ کافر اور فاسق کی مسلمان پر ولایت قائم نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ بچے کو دین اسلام سے پھیر دے گا اور اسی طرح اگر بچے کو اٹھانے والا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والا خانہ بدوش ہو تو اس کے پاس بھی بچہ نہیں رہنے دیا جائے گا اس لیے کہ اس میں بچے کے لیے تکلیف اور تنگی ہے ۔

لھذا بچہ اس سے حاصل کر کے شہر میں رکھا جائے گا کیونکہ بچے کا شہر میں رہنا اس کے دین و دنیا دونوں کے لیے بہتر اور اچھا ہے، اور بچے کے خاندان اور نسب کو تلاش کرنے میں زیادہ آسان ہے ۔

لاوارث بچے کی اگر کوئی اولاد نہ ہو تو اس کی وراثت اور اسی طرح اگر اس پر کوئی شخص جرم کرے تو اس کی دیت دونوں چیزیں بیت المال کی ہونگی، اور اگر اس کی بیوی ہو تو اسے ربع یعنی چوتھا حصہ ملے گا ۔

اور لاوارث بچے کا قتل عمد میں مسلمانوں کا امام اس کی ولی بنے گا اس لیے کہ مسلمان اس کے وارث بنتے ہیں اور امام یعنی خلیفہ اور امیر المسلمین ان کا نائب ہے لھذا اسے قصاص اور دیت لینے کا اختیار دیا جائے گا اور دیت بیت المال کی ہوگی، کیونکہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا حکمران اور خلیفہ ولی ہوتا ہے ۔

اوراگراس پر کوئی شخص قتل کے علاوہ کسی قسم کی زیادتی کرے تواس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا تاکہ وہ اس کا قصاص لے سکے یا اس زیادتی کومعاف کردے ۔

اوراگر کوئی مرد یا عورت یہ اقرار کرے کہ لاوارث بچہ اس کا ہے توبچہ اس کی طرف ہی منسوب ہوگا ، اس لیے کہ بچے کی مصلحت اسی میں ہے کہ اس کا نسب مل جائے ، اوراس کا کسی دوسرے کوکوئی نقصان اورضرر نہیں ، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے نسب کا دعوی کرنے والا منفرد شخص ہو ، اوریہ بھی ممکن ہوکہ بچہ اس سے ہو۔

لیکن اگراس کے نسب کا دعوی کرنے والے ایک سے زیادہ ہوں توصاحب دلیل کومقدم کیا جائے گا ، اوراگران میں سے کسی ایک کے پاس بھی دلیل نہ ہویا پھر دلائل آپس میں تعارض رکھتے ہوں توبچے کوان کے ساتھ قیافہ لگانے والے پرپیش کیا جائے گا اورقیافے والا بچے کوجس کے ساتھ ملحق کرے گا بچہ اس شخص کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا ۔

اس لیے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی صحابہ کرام کی موجودگی میں یہی فیصلہ کیا تھا ، اوراس لیے بھی کہ قیافہ والے قوم میں سب سے زیادہ نسب کو جانتے ہیں ، اوراس میں صرف ایک قیافہ شناس ہی کافی ہوگا ، اوراس میں شرط یہ ہے کہ وہ قیافہ لگانے والا مرد ہواورعادل اوراوراس کے قیافہ کے صحیح ہونے کا تجربہ بھی ہو۔

واللہ اعلم .